Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

# Patience and Perseverance in the Light of Teachings of Hazrat Baba Farid ud din Masaud Gunjshakar (RA)

## صبر واستقامت: بابافریدالدین گنج شکر رحمۃاللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں

**Dr. Muhammed Imran Anwar Nizami**
Assistant Professor
ICBS, Lahore
**Email:** drmimrannizami@gmail.com

**Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari**
Head of Department
Department of Islamic Studies
University of Gujrat
**Email:** hamid.farooq@uog.edu.pk

## Abstract

Patience (*Sabr*) and perseverance (*Isteqammah*) are among the noblest virtues in Islamic teachings. They are essential for spiritual growth, moral strength and success in both worldly and religious life. Patience means the ability to remain calm and composed in difficult situations. Life is full of challenges, pains and hardships. We cannot control everything that happens to us, but we can control how we react about any situation. A patient person does not lose hope or become frustrated easily. Instead, he trusts the process and wait with dignity and faith. Perseverance, on the other hand, is the determination to keep going, even when things get tough. It is the ability to keep working hard, trying again and again, without giving up. Every great achievement in the world has been the result of continuous effort and strong willpower.One of the greatest Sufi saints of the Indian subcontinent, Hazrat Baba Fariduddin Masud Ganjshakar (RA), emphasized these values throughout his life and teachings. His life serves as a beacon of guidance for all those seeking peace,

purity, and purpose. He became a leading figure in the Chishti Sufi Order. His epithet "Ganjshakar" (Treasure of Sugar) was linked to a spiritual miracle……but it also symbolizes the sweetness of patience in the face of life's bitterness. In his Punjabi couplets (*Shloks*), he often expressed the idea that patience is the clothing of the saints, and perseverance is the path to Divine Love. In today's fast-paced and materialistic world, we are quick to lose patience and easily give up. Baba Farid's life reminds us to slow down, reflect, endure trials with grace, and continue striving for goodness regardless of obstacles. His teachings are not just for Sufis, but for every human being who wants to live a meaningful life with integrity and faith. Let us pray for the ability to face life's tests with patience, and remain firm on the path of righteousness, just as Baba Farid’s (RA) taught: "Sabr is the key to peace, Perseverance is the path to paradise."

**Keywords**: Patience, perseverance, challenges, hardships, moral strength, Islamic teachings, spiritual growth, faith, dignity.

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، جو لوگوں کو پیغامِ الٰہی پہنچاتے رہے اور صراط مستقیم پر گامزن کرتے رہے۔انبیاء اور رسل علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ امام الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی منقطع ہو گیا۔اب قیامت تک کوئی نبی اور پیغمبر تو مبعوث نہیں ہو گا لیکن انسانوں کی رُشد وہدایت کا سلسلہ تا صبح قیامت جاری رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے علماء کرام اور صوفیہ عظام لوگوں کو پیغامِ ہدایت دیتے رہیں گے۔اِسی مقصد کے تحت صوفیہ کرامؒ دنیا کے مختلف خطوں میں تبلیغ دین کے لیے تشریف لے گئے اور چار دانگِ عالم میں اسلام کی نشرواشاعت کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو صَرف کیا۔ برصغیر پاک وہند میں اسلام کی تبلیغ واشاعت بھی اولیاء کرام اور صوفیہ عظام کی مرہونِ منت ہے جنہوں نے اس خطہ میں کفر وشرک کی ظلمتوں میں توحید ورسالت کا چراغ روشن کیا اور اس بت کدہ میں توحید کا پرچم بلند کیا۔انہی نفوسِ قدسیہ کے وجودِ مسعود سے اس ہندوستان اور کفرستان میں نورِ اسلام، امن وآشتی، انصاف ومساوات، اخلاق ومحبت اور صبر واستقامت کے دیپ روشن ہوئے۔ سرزمین ہندوستان میں جن صوفیہ کرام کی تعلیمات نے شمع توحید کو روشن کیا، انہی مردانِ خدا میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج

شکر رحمۃ اللہ علیہ کا نام آفتاب کی طرح روشن و منور ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں سرزمین پنجاب میں ''اجودھن'' کے مقام پر روحانیت و طریقت، شریعت و حقیقت اور ولایت و معرفت کا وہ عظیم الشان آفتاب طلوع ہوا، جس کی روشنی نے اس پورے خطے کو بقعۂ نور بنادیا۔

آپؒ نے اپنے علم و عمل کی پاکیزگی سے اجودھن کو ''پاک پتن'' بنادیا۔ اجودھن کے اس جنگل و صحرا میں جادوگرں، پنڈتوں اور جوگیوں کا راج تھا اور ان کا خوف طاری تھا۔ آپؒ نے یہاں پر خدائے واحد کی عبادت کا درس دیا اور اس ذاتِ بابرکات کے علاوہ غیر اللہ کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیا۔ آپؒ نے خدا خوفی، خدا ترسی اور عظمت انسانی کی تعلیمات کو عام کیا۔ آپؒ نے مساوات، باہمی اتحاد و اتفاق، محبت و رواداری، قلب و روح کی پاکیزگی، امن و سلامتی اور عالمگیر اخوت کا درس دیا۔ آپؒ نے انسان دوستی سے آگے بڑھ کر انسانی عظمت و حرمت اور بندگانِ خدا کی خدمت کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ آپؒ نے لوگوں کو صبر واستقامت اور تحمل و برداشت اور ایثار قربانی کی تعلیم دی۔ آپؒ کے پاس جو کچھ بھی نذر و نیاز یا فتوحات آتیں، وہ غرباء، فقراء اور مساکین میں تقسیم فرمادیتے۔ آپؒ کی خانقاہ پر ہر وقت لنگر جاری رہتا، جس میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی قید نہیں تھی، بلکہ صرف اور صرف انسانیت کی بنیاد پر اس لنگر سے ہر مذ ہب اور رنگ و نسل کے لوگ مستفید ہوتے۔ آپؒ کی طبیعت میں عاجزی وانکساری، ملنساری، ہمدردی اور حلم و بردباری کمال درجے کی پائی جاتی تھی۔ آپؒ کے انہی اوصاف کی برکت تھی کہ آپؒ کی مجلس میں مختلف مذاہب کے لوگ آتے اور تبادلہ خیال کرتے۔ آپؒ اپنے علم و عمل اور ٹھوس دلائل سے ان لوگوں کو مطمئن کرتے۔ آپؒ اپنی شیریں بیانی، دل نشین گفتگو، کردار و شخصیت اور نگاہِ ولایت سے ان لوگوں کی ظاہری اور باطنی دنیا کو بدل دیتے۔ اس طرح آپؒ کی تبلیغ و دعوت اور تعلیم و تربیت سے متاثر ہو کر اس خطے کے لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے اور تھوڑے ہی عرصے میں یہاں پر ایک بہت بڑا انقلاب رُونما ہوا اور ہر سُو اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

حضرت بابا فریدؒ کی اس پوری جدوجہد اور محنت کے پیچھے جو چیز ہمیں بدرجۂ اتم نظر آتی ہے وہ آپؒ کی ایمان و یقین کی پختگی اور صبر واستقامت ہے۔ آپؒ نے اغیار کی طرف سے دی گئی تکالیف و مصائب اور پریشانیوں کے مقابلے میں صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا اور استقامت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام ہدایت لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

آپؒ کی زندگی '' الفقر فخری'' کا عملی نمونہ اور صبر واستقامت کا کوہِ گراں ہے۔ انہی مردانِ خدا کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَـتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

تُوْعَدُوْنَ۔(1)

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر خوب قائم رہے، تو ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ، جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔“

## صبر کا لغوی معنی:

عربی لغت میں ”صبر“ کے معنی درج ذیل ہیں:

۱۔ صبر علی الامر: دلیری کرنا، بہادری کرنا

۲۔ صبر عن الشئی: رُک جانا، جانور کو بغیر چارے کے باندھ رکھنا، مجبور کرنا اور لازم کر دینا

۳۔صبر عن الامر: روک دینا، بند کر دینا (کام سے) اسی سے ہے۔

۴۔صبرت نفسی عن کذا: ”یعنی میں نے اپنے نفس کو فلاں چیز سے روک دیا۔“(2)

نیز نفس کو شدت اور سختی میں کار بند رکھنا۔ اس کا باب ضرب یضرب ہے۔ کہا جاتا ہے: قُتِلَ فُلان صبرا۔ یعنی ”اسے قتل کرنے کی غرض سے قید کر لیا گیا ہے“۔ اب اسے اس وقت تک قید و بند کی صعوبت برداشت کرنی پڑے گی حتیٰ کہ قتل کر دیا جائے۔ میزان صرفی کے اعتبار سے کہا جائے گا :صبر، یصبر ، صبرا۔ نیز زبان وادب کے اعتبار سے صبر، جزع و فزع کی ضد ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے معنی ایک دوسرے کے برعکس ہوا کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: رجل صابر، وصبار، و صبیر، و صبور۔ عربی زبان میں مؤنث کا صیغہ بھی صبور ہی آتا ہے اور جب کہا جائے التصبر تو اس سے مراد یہ ہے کہ ”اس نے مشقت اور صعوبت برداشت کرکے صبر کیا۔“(3)

علماء تفسیر کے نزدیک ”صبر“ کے درج ذیل معانی و مفاہیم ہیں:

صبر کا معنی ہے نفس کو شریعت اور عقل کے تقاضوں پر جمائے رکھنا۔

اختلاف مواقع کے اعتبار سے اس کے مختلف معانی ہیں:

ا۔ کسی مصیبت اور غم کے برداشت کرنے کو ”صبر“ کہتے ہیں، اور اس کے مقابلے میں ماتم کرنا، واویلا کرنا، نوحہ کرنا اور پیٹنا، بے چینی اور بے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

قراری کا اظہار کرنا۔

۲۔ میدانِ جنگ میں بہادری کے ساتھ ثابت قدم رہنے کو بھی صبر کہتے ہیں۔اس کے مقابلہ میں ہے بزدلی۔ان دونوں کے معنی میں قرآن کی یہ آیت ہے:

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ۔(4)

"تنگ دستی، مصیبت اور جنگ کے وقت صبر کرنے والے۔"

۳۔ عبادت کی مشقت پر اپنے نفس کو جمائے رکھنا۔اس کے مقابلہ میں معصیت اور نافرمانی ہے۔

۴۔ غلبۂ شہوت کے وقت اپنے آپ کو گناہ سے روکنا۔اس کے مقابلہ میں فحشاء اور فسق وفجور ہے۔

۵۔ غلبۂ غضب کے وقت اپنے آپ کو زیادتی سے روکنا۔اس کے مقابلہ میں عداوت اور سرکشی ہے۔

ان معانی کے استعمال میں قران مجید کی یہ آیات ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا(5)

"اے ایمان والو! عبادت کی مشقت پر ثابت قدم رہو اور جنگ کی شدت میں جمے رہو اور جہاد کے لیے تیار رہو۔"

۶۔ صبر کا ایک معنی "روزہ" بھی ہے۔ یعنی طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک اپنے نفس کو کھانے پینے اور عمل زوجیت سے روکے رکھنا۔اس کے مقابلہ میں "افطار" ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صوم شهر صبر وثلاثه ايام من كل شهر يذهبين و حر الصدر(6)

"صبر کے مہینے کے روزے اور ہر ماہ کے تین روزے سینہ کے کینہ اور غصہ کو دُور کر دیتے ہیں۔"

## صبر کی اصطلاحی تعریف:

علماء کے نزدیک "صبر" کی مختلف اصطلاحی تعریفات مندرجہ ذیل ہیں:

امام راغب اصفہانی "صبر" کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

حبس النفس علی ما يقتضيه العقل والشرع او عما يقتضيان حبسها عنه(7)

''عقل اور شریعت جن امور کا حکم دیتی ہے، ان پر نفس کو جمائے رکھنا اور جن سے وہ منع کرتی ہے، ان سے نفس کو باز رکھنا۔''

امام ابن القیم نے صبر کی تعریف میں لکھا ہے:

''صبر منفعت بخش کاموں کی طرف پیش قدمی اور ضرر رساں کاموں سے پرہیز کا نام ہے۔''(8)

علامہ مناوی رقمطراز ہیں:

الصبر:قوة مقاومة الاهوال والآلام الحسية والعقلية.وقال بعضهم : تجرع مرارة الامتناع من المشتهى الى الوقت الذي ينبغي فيه يعاطيه.(9)

''حسی و عقلی خوف و تکلیف کے برداشت کرنے کی قوت و طاقت کو صبر کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ چاہت والی چیز سے رکے رہنے کا کڑوا گھونٹ بھرنا، اس وقت تک کہ وہ اچھی لگے۔''

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ:'' جہاں تک صبر کا تعلق ہے، وہ اللہ تعالی کی ذات کی خاطر نفس کو ناپسندیدہ باتیں برداشت کرنے اور اسے مشقتیں برداشت کرنے اور جزع و فزع سے دُور رہنے کا عادی بنانا۔''(10)

حضرت جنید بغدادی رحمۃاللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ صبر کیا ہے؟ ۔۔۔تو آپؒ نے فرمایا :بندگی کی راہ میں آدمی کڑواہٹ کا گھونٹ یوں بھر جائے کہ ماتھے پر بل بھی نہ آئے۔ یعنی آدمی اپنی بندگی کا بھرم نہ جانے دے۔

خلاصہ کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان کے نفس اور مزاج کے عزم، استقلال پختگی اور نفس کو مرغوبات اور شہوات سے روکنے کی مشقت برداشت کرنا اور ہوائے نفس کے چنگل میں پھنس جانے سے نفس کو بچائے رکھنا، نفس کو اضطراب و گھبراہٹ سے روکنے، اپنے مقصد میں ثابت قدم رہنے اور کسی بھی کام کو جم کر کرنے کا نام ''صبر'' ہے۔ اس لحاظ سے تحمل، بردباری ، پامردی، دل کی مضبوطی اور اخلاقی جرأت وغیرہ سب ''صبر'' کے معنی و مفاہیم میں وارد ہوئے ہیں۔

## ''استقامت'' کا لغوی معنی و تعریف:

استقامة (بروزن استفعال) ''استقام'' کا مصدر ہے، بمعنی سیدھا ہونا۔ اس کا اصل مادہ (ق و م) ہے جو کہ دو معانی پر دلالت کرتا ہے: ایک

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

؛لوگوں کی جماعت اور دوسرا؛ سیدھا کھڑا ہونا یا عزم کرنا۔اور اعتدال کے معنی میں لفظ "استقامة" اس سے متعلق ہے، کہا جاتا ہے:"قام الشيء واستقام "(یعنی معتدل اور برابر ہوئی)۔ اور "استقام له الامر "(یعنی معاملہ اس کے لیے معتدل ہو گیا)( 11 )۔اور فرمانِ الٰہی ہے: "فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ"۔(12) (یعنی معبودانِ باطل کو ترک کرکے اکیلے اللہ تعالی کی طرف توجہ سے سیدھے ہو جاؤ)۔اور فرمانِ الٰہی ہے:"إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا۔"(13)( یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہی ہے، پھر استقامت اختیار کی)۔یہاں "استقامت" کا معنی ہے کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کو لازم کیا۔ابن اثیر کے بقول: استقامت؛ "دوام" اور" ثابت قدمی" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(اگرچہ اس کے اور بھی معنی ہیں) - (14)

ابواسحاق نے کہا: استقام الشعر . یعنی "شعر صحیح وزن پر ٹھہرا۔" اورقوام الامر: نظام الامر اور اس کی بنیاد کو کہتے ہیں۔ جبکہ القوام( بافتح) عدل کو کہتے ہیں۔اور القائم ،ثابت کو کہتے ہیں۔ كل من قام على شي فهو ثابت عليه مستمسك به ۔یعنی جو بھی کسی چیز پر کھڑا ہے ،تو وہ اس پر ثابت اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والا ہے۔(15) اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

لَيْسُوا سَوَاءٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ۔(16)

"یعنی وہ جماعت دین پر (اعمال صالحہ میں) مداومت کرنے والی، اس کا قیام کرنے والی ہے۔"

## "استقامت "کی اصطلاحی تعریف:

"استقامت" کے اصطلاحی مفہوم کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ،تابعین اور دیگر علمائے کرام رحمہم اللہ کے متعدد اقوال موجود ہیں۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

ای استقاموا علی اداء فرائضه۔(17)

"استقامت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جن فرائض کی ادائیگی کا انہیں حکم فرمایا ہے، وہ انہیں پوری طرح ادا کرتے ہیں۔"

امام جرجانیؒ، استقامت کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں :

و في اصطلاح اهل الحقيقه هی الوفاء بالعهود كلها. وملازمة الصراط المستقيم برعاية حد التوسط في كل الأمور، من

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

الطعام والشراب و اللباس، و فی کل امر دینی و دنیوی، فذلك هو الصراط المستقیم ۔(18)

"اہلِ علم کی اصطلاح میں استقامۃ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ عہد و پیمان کو لازم کرنا، سیدھے راستے پر ہیشگی اختیار کرنا اور سارے امور میں اعتدال کی حد کا لحاظ کرنا، یعنی کھانا، پینا ،لباس اور تمام دینی اور دنیاوی معاملات میں ہو، یہی صراط مستقیم ہے۔"

امام ابن حجر عسقلانیؒ رقمطراز ہیں :

الاستقامة كناية عن التمسك بأمر الله فعلا وتركاً۔(19)

"استقامت، امر الٰہی کو مضبوطی سے تھام لینے کا نام ہے، معروف پر عمل کرتے ہوئے منہی و منکر کو ترک کرتے ہوئے۔"

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

اعتدلوا علی طاعة عقدا و قولا و فعلا و دامو علی ذلک۔ (20)

"عقائد، اعمال اور اقوال، سب میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنا، اسی پر جمے رہنا اور اسی راہ پر قائم رہنا استقامت کہلاتا ہے۔"

امام راغب اصفہانیؒ "استقامت" کی تعریف میں رقمطراز ہیں :

"اعتدال، ایک حالت پر قائم رہنا، ثابت قدم رہنا، درست ہونا، سیدھا کھڑا ہونا، مضبوط ہونا، قیمت لگانا۔ استقامت، سیدھے راستے پر چلنے کو کہتے ہیں ،اور انسان کی استقامت یہ ہے کہ وہ سیدھے راستے کو اختیار کرے ۔" (21)

قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ نے "تفسیر مظہری "میں "استقامت" کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"استقامت سے مراد ہے اعتدال، یعنی کسی طور پر حق سے منحرف نہ ہونا، کج روی اختیار نہ کرنا، نہ اعتقاد میں، نہ اخلاق میں اور نہ اعمال میں۔ استقامت کا لفظ مختصر اور جامع ہے، تمام احکامِ شرعیہ کو حاوی ہے۔ مامورات کی ادائیگی ہو یا منہیات و ممنوعات سے اجتناب، اگر یہ پابندی اور دوام کے ساتھ ہو تو استقامت کے مفہوم میں یہ سب معنی شامل ہیں ۔"(22)

## استقامت کی شرعی تفسیر:

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات ارشاد

فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی اور سے سوال نہ کروں۔آپ ﷺ نے فرمایا :تم کہو، میں اللہ پر ایمان لایا ، پھر اس پر مستقیم رہو۔(23)

علامہ احمد بن عمر القرطبیؒ (متوفی 656ھ)اس حدیث طیبہ کی شرح میں یوں رقم طراز ہیں:

''نبی ﷺ نے اس حدیث میں سائل کے لیے اسلام اور ایمان کے تمام معنی جمع کر دیے ہیں ۔آپ ﷺ نے سائل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ایمان کی تجدید کرے ،اپنے دل سے اللہ کی توحید کی تصدیق کرے اور زبان سے اس کا ذکر کرے ،اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ اللہ تعالی کے تمام احکام کی اطاعت پر مستقیم رہے اور ہر قسم کی نافرمانی اور حکم عدولی سے باز رہے کہ اس وقت تک کسی چیز پر استقامت حاصل نہیں ہو سکتی، جب تک کہ اس کی مخالف چیزوں سے رُکا نہ جائے ۔اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد قران پاک کی اس آیت سے مستنبط ہے :اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔(حٰمٓ السجدہ: ۳۰)یعنی اللہ تعالی پر ایمان لاؤ اور اس کو واحد مانو، پھر تادمِ مرگ اس عقیدہ پر اس کے احکام کی اطاعت پر جمے رہو۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا :اللہ کی اطاعت پر مستقیم رہو اور لومڑی کی طرح فریب دہی کرتے ہوئے جادۂ استقامت سے منحرف نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالی کی تصدیق کرتے رہو، اس کی توحید کا اقرار کرتے رہو اور اپنے اعضا سے دائماً اُس کی بندگی کرتے رہو۔''(24)

## صوفیہ کرام کے نزدیک استقامت کا معنی:

امام ابو القاسم عبد الکریم القشیریؒ (465ھ)بیان فرماتے ہیں کہ استقامت وہ درجہ ہے جس کے سبب سے جملہ امور کمال کو پہنچتے ہیں اور اسی کی وجہ سے تمام نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور جس شخص کو اپنے کسی حال میں استقامت حاصل نہ ہو، اس کی کوشش رائیگاں اور اس کی جدوجہد بے سود ہوتی ہے، اور جو شخص اپنی کسی صفت میں مستقیم نہ ہو، وہ اپنے مقام سے ترقی نہیں کر سکتا۔ مبتدی میں استقامت کی علامت یہ ہے کہ اس کے معاملات میں سستی نہ آئے ،اور متوسط میں استقامت کی علامت یہ ہے کہ اس کی منازل میں وقفہ نہ آئے، اور منتہی میں استقامت کی علامت یہ ہے کہ اس کے مشاہدات میں حجاب نہ آئے۔

استاذ ابو علی دقاق علیہ الرحمہ نے کہا کہ استقامت کے تین مدارج ہیں:

۱۔ التقویم: یعنی نفوس کی تادیب کرنا۔

۲۔ الاقامت : یعنی قلوب کی تہذیب کرنا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

۳۔ اور الاستقامت :یعنی اسرار کو قریب لانا۔

ایک قول یہ ہے کہ صرف اکابر ہی استقامت کی طاقت رکھتے ہیں، کیونکہ استقامت کا معنٰی ہے ؛اپنے معروف کاموں سے باہر آنا، رسموں اور عادتوں کو چھوڑنا اور انتہائی صدق واخلاص کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑے ہونا۔

واسطی ؒ نے کہا کہ استقامت وہ وصف ہے، جس کی وجہ سے محاسن مکمل ہوتے ہیں، اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے بری باتیں اچھی لگتی ہیں۔ شبلیؒ نے کہا: استقامت یہ ہے کہ قیامت ہر وقت تمہارے پیش نظر رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اقوال میں استقامت یہ ہے کہ غیبت کرنے کو ترک کر دیا جائے، اور افعال میں استقامت یہ ہے کہ بدعات کو ترک کر دیا جائے، اور اعمال میں استقامت یہ ہے کہ سستی کو ترک کر دیا جائے، اور احوال میں استقامت یہ ہے کہ مشاہدات میں حجاب نہ رہے۔

استاذ محمد بن حسین فورک کہتے ہیں استقامت میں ''س'' طلب ماخذ کے لیے ہے۔ یعنی اقامت اور قیام کو طلب کرنا۔اس کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کرو کہ وہ تم کو توحید پر برقرار رکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کرو کہ وہ اس سے کیے ہوئے تمام عہود پر قائم رکھے اور اس کی تمام حدود کی حفاظت پر برقرار رکھے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق مانگے کہ وہ اس کے تمام احکام، اوامر ونواہی پر عمل کرے۔( 25 )

## حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا صبر واستقامت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی مجاہدۂ نفس اور صبر واستقامت ہی سے عبارت ہے، اور یہی چیزیں ہمیں آپؒ کی تعلیمات میں بھی نظر آتی ہیں۔ سب سے پہلے ہم آپؒ کی عملی زندگی کے حوالے سے دیکھتے ہیں کہ آپؒ نے اپنی حیاتِ مستعار میں کس حد تک صبر واستقامت پر عمل کیا۔

## حضرت بابا فریدؒ کی عملی زندگی میں صبر واستقامت:

حضرت بابا فریدؒ کی عملی زندگی مجاہدۂ نفس اور صبر واستقامت سے مامور نظر آتی ہے۔آپؒ نے 12 سال کی عمر میں قران پاک حفظ کر لیا۔ پھر حصول علم کے لیے ملتان میں مولانا منہاج الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے گئے۔ وہاں قرآن، حدیث، فقہ، کلام اور دیگر علوم اسلامیہ پر عبور حاصل کیا۔ وہاں پر روزانہ ایک ختمِ قرآن پاک آپؒ کا معمول تھا۔ پھر مزید علوم ومعارف کے حصول کے لیے دنیا کے بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا ،جن میں عروس البلاد بغداد، کوفہ ،بصرہ، قندھار، بخارا، غزنی، بدخشاں، چشت، شام ،بیت المقدس، دہلی، لاہور، سیستان، بلاد ایران ،دمشق اور حرمین شریفین ہیں۔اس لمبے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

سفر میں آپؒ مجاہدۂ نفس اور صبر واستقامت کی عملی تصویر نظر آتے ہیں۔

## ریاضت و مجاہدات:

شروع ہی سے آپؒ کا معمول تھا کہ آپؒ ''صومِ داؤدی (ایک دن روزہ، ایک دن افطار) رکھا کرتے تھے۔ ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک دن حضرت علی میر ٹھی تشریف لائے، کھانا کھاتے وقت دل میں خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ فرید الدین ''صومِ دوام'' رکھتے۔ حضرت باباصاحبؒ نے کشفِ باطنی سے ان کے دل میں پیدا ہونے والی بات کو جان لیا اور فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: جو خاصانِ خدا کے دل میں خیال گزرا، میں اسے پورا کروں گا۔ آپؒ نے اس کے بعد ''صوم دوام'' (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا) شروع کر دیا۔(26)

## افطار کی کیفیت :

حضرت بابافرید رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر افطار شربت سے ہوا کرتا تھا۔ ایک پیالہ شربت کا لایا جاتا اور کبھی کچھ منقہ اس میں ڈال دیا جاتا، اس میں سے نصف بلکہ تین تہائی حاضرین میں تقسیم فرمادیتے اور ایک تہائی خود نوش فرماتے اور پھر روٹی کے چند ٹکڑے تناول فرماتے اور پھر ذکر واوراد میں مشغول ہو جاتے۔

## ''طے'' کا روزہ:

حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپؒ کا مجاہدۂ نفس اور صبر دیکھا تو فرمایا: اب آپؒ ''طے'' کرو۔ چنانچہ آپؒ نے تین روز تک مسلسل کچھ نہ کھایا۔ اس طرح آپؒ اکثر ''طے'' کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ ''طے'' کے روزے کا افطار تین یا پانچ یا سات یا اس سے زیادہ دن میں ہوتا ہے، اس کی افطاری دو تولہ پانی سے کی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ آپؒ نے ''طے'' کا روزہ رکھا اور مسلسل چھ دن گزر گئے کچھ نہ کھایا، نہتا درجے کا ضعف طاری ہوا۔ آپؒ نے اپنے مبارک ہاتھ سے زمین پر سے چند سنگریزے اُٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لیے، آپؒ کے دہن مبارک کی برکت سے یہ سنگریزے شکر بن گئے۔ اس رات ایسا تین مرتبہ ہوا۔ صبح اپنے پیر و مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: جاؤ، تم ہمیشہ شکر کی طرح شیریں رہو گے۔(27) اسی صبر واستقامت کی وجہ سے آپؒ ''گنج شکر'' بن گئے۔

## چلۂ معکوس:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

حضرت بابافرید علیہ رحمہ نے اپنے شیخ سے ''چلہ ٔمعکوس'' کی اجازت چاہی ،جو آخر کار آپؒ کو مل گئی اور طریقہ دریافت کیا تو شیخ نے فرمایا کہ چالیس روز یا چالیس شب پاؤں میں رسی باندھ کر کنویں میں اُلٹا لٹک کر خدائے تعالی کی عبادت کرنا ''چلہ ٔمعکوس'' ہے۔ حضرت بابافرید علیہ الرحمہ نے اُچ پہنچ کر'' مسجد حاج'' سے ایک متصل کنویں میں ''صلوۃ معکوس'' کا چلہ کیا۔(28) یہاں محض چالیس روز کی صلوۃ معکوس کی روایت ہے، مگر عام صورت میں مشہور ہے کہ بابافرید علیہ الرحمہ نے بارہ برس صلوۃ معکوس ادا فرمائی تھی ۔(29)اس کے علاوہ آپؒ نے دنیا کے مختلف متبرک مقامات پر چلہ کشی اور صبر واستقامت سے عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

## عبادت وریاضت :

حضرت بابافرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں 30 سال تک اس قدر مجاہدات میں مشغول رہا کہ نہ دن کو دن سمجھا، نہ رات کو رات ۔دن بھر تلاوتِ قرآن سے اپنی زبان کو تَر رکھتا اور رات بھر بارگاہِ الٰہی میں مناجات کرتا اور نوافل وعبادات میں مصروف رہتا۔(30)

## کاٹھ کی روٹی:

حضرت بابافرید رحمۃ اللہ علیہ عبادت وریاضت کے زمانے میں چونکہ ہر ایک کا کھانا کھانے میں احتیاط کرتے تھے،اس لیے لکڑی کی ایک روٹی کپڑے میں لپٹی ہوئی پاس رکھتے، جب کوئی ناواقف کھانے کا پوچھتا تو آپؒ اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتے :''یہ جو موجود ہے۔'' آپؒ نے فرمایا : نان هر کس مخور هر کس رابده۔(یعنی ہر ایک کا کھانا نہ کھاؤ، مگر ہر کسی کو کھلاؤ)۔

فرماتے ہیں:

روٹی میری کاٹھ دی، لاون میری بُھکّھ

جنہاں کھادی چوپڑی گھنے سہن کے دُکھ(31)

حضرت بابافریدؒ کی زندگی کا ورق ورق دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ آپؒ کا تعلیم وتربیت کا زمانہ ہو، یا عبادت وریاضت اور مجاہدہ کا عرصہ ہو،آپؒ نے ہر کام میں صبر واستقامت سے کام لیا اور جہد مسلسل کو جاری رکھا، جس وجہ سے اللہ تعالی نے آپؒ کو اعلٰی وارفع مرتبہ ومقام عطا فرمایا۔آپؒ کے مجاہدۂ نفس، زہد وتقوی اور صبر واستقامت کی وجہ ہی سے آپ کو ''زہد الانبیاء '' کا لقب دیا گیا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

## صبر وتوکل کا مظاہرہ:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں :

''حضرت بابافرید گنج شکر رحمۃاللہ علیہ کاگھرانہ صبر و توکل کا زندہ نمونہ تھا۔ بڑے بڑے امرا ءوسلاطین کی جانب سے قیمتی تحائف اور درہم ودینار آتے، مگر آپؒ اُن کو فوراًفقراء ومساکین میں تقسیم فرمادیتے۔(32)

## استقامت کی دولت:

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حاضر خدمت ہوا تو آپؒ نے فرمایا :جو چاہتے ہو، طلب کر لو۔ میں نے عرض کیا : حضور !استقامت چاہتاہوں۔ چنانچہ آپؒ نے مجھے استقامت کی دولت سے مالامال کر دیا ۔(33)

## صبر واستقامت سے متعلق حضرت بابافریدؒ کی تعلیمات :

حضرت بابافریدالدین گنج شکر رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رُکھی سکھی کھائیکے، ٹھنڈا پانی پی

ویکھ پرائی چوپڑی ،نہ ترسائیں جی(34)

''تم روکھی سوکھی کھا کر گزارا کرلو،اوراوپر سے ٹھنڈا پانی پی لو،تم بیگانی گھی سے چوپڑی ہوئی روٹی دیکھ کر اپنے دل کو نہ ترساؤ۔''

حضرت شیخ شیوخ العالم رحمۃاللہ علیہ ان اشعار میں صبر واستقامت کا درس دے رہے ہیں کہ اللہ تعالی تمہیں جس حال میں رکھے، تم صبر سے کام لو اور دوسروں کی جانب دیکھ کر اپنا دل نہ جلاؤ۔

فریدا! بُرے دا بھلا کر، غصہ من نہ ھنڈھائے

دیھی روگ نہ لگ ای، پلے سب کجھ پائے(35)

''اے فرید! برے کے ساتھ بھلائی کرو اور غصے سے دل کو نہ جلاؤ، جسم کو اگر کچھ دکھ نہ پہنچے تو تم سب کچھ حاصل کرلوگے۔''

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

اس شعر میں بابافرید رحمۃاللہ علیہ بُرے سلوک کے مقابلے میں صبر اور در گزر کا درس دے رہے ہیں ۔

صبر منجھ کمان اے، صبر کا نینھو

صبر سندا بان خالق خطانہ کری(36)

''صبر میرا کمان ہے اور صبر میرا چلہ ہے، صبر ہی ہمارا تیر ہے، اور اے خالق! تو ہمارا نشانہ نہ ضائع جانے دینا۔''

صبر اندر صابری ، تن ایویں جالین ہون نزدیک خدادے، بھیت نہ کسے دین(37)

''صبر کرنے والوں کے اندر صبر ہوتا ہے اور وہ اپنے بدن کو یوں ہی جلاتے ہیں، وہ خدا کے نزدیک ہوتے ہیں اور اس بھید کو کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرتے۔''

تن نہ تپائے تنور جیوں بالن ھڈنہ بال

سر پیریں کیا چھیڑیا ، اندر پری نہال (38)

''اگر بدن کو تندور کی مانند نہ جلایا جائے اور ہڈیوں کو بطور ایندھن نہ جلایا جائے، تو پھر سر اور پاؤں کو بھلا کیا تکلیف دینی!! جب کہ وہ محبوب تو تمہارے اندر موجود ہے۔''

جاں موں لگا نینھ ،تاں میں ڈکھ وھاجیا

جھراں ہبھو ہی ڈینھ ، کارن سچے ماپری(39)

''جب سے مجھے محبت ہوئی ہے، تب سے دکھ برداشت کر رہا ہوں۔ اس لیے سچے محبوب کی وجہ سے میں سارا دن نڈھال رہتا ہوں۔''

جیں در لگے نینھ فریدا، سودَر ناہی چھڈنا

آپوے بھانویں مینہ ، سر ہی اُپر جھلینا(40)

''اے فرید! جس دَر سے محبت ہو جائے، وہ در نہیں چھوڑنا چاہیے، خواہ بارش ہی کیوں نہ آجائے، اسے سر پر ہی برداشت کرنا چاہیے۔''

سائیں سبویاں کھل گئی، ماس نہ رہیا دیھ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

تب لگ سائیں سیوساں ،جب لگ ہوسوں کھیہ (41)

"مالک کی خدمت کرتے ہوئے میری کھال اُتر گئی اور جسم پر گوشت باقی نہ رہا۔ میں تب تک مالک کی خدمت میں مصروف رہوں گا جب تک میں مٹی میں مل کر مٹی نہ ہو جاؤں۔"

ان اشعار میں حضرت باباصاحب رحمۃاللہ علیہ استقامت کی تعلیم دے رہے ہیں۔

کوکیندڑا تاں کوک فریدا، کدے تاں رب سُنیسیا

نکل ویسی پھوک،تاں پھر کوک نہ ہوسیا (42)

"اے فرید! تو جب تک فریاد کر سکتا ہے، فریاد کرتا رہ۔ اور کبھی تو ربّ تعالی تیری فریاد سنے گا۔ جب سانس نکل جائے گی ،اس وقت تو فریاد نہیں کر سکے گا۔"

بھجو سجو کمبلی، اللہ ور سو مینھ

جائے ملاں تنھاں سجناں، ٹُٹّے ناہیں نینھ (43)

"چاہے میرا کمبل بھیگ جائے یا گیلا ہو جائے یا پھر اللہ بارش برسائے، میں اس محبوب سے ضرور جا کر ملوں گا، تا کہ میرے عشق کا یہ تعلق نہ ٹوٹے۔"

## خلاصہ بحث:

حضرات صوفیہ کرامؒ کی زندگیاں صبر واستقامت، قناعت اور تقوی وپرہیز گاری سے عبارت ہوتی ہیں۔ حضرت زہدالانبیاء بابافریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی عملی زندگی کی تعلیمات بالخصوص صبر واستقامت کی روشن مثال ہے۔ آپؒ نے بچپن سے ہی عبادت وریاضت مجاہدہ اور فقر اختیار کیا۔ دنیوی آزمائشوں کے باوجود آپؒ نے اللہ تعالی پر توکل اور صبر واستقامت کو اختیار کیا۔ مشہور روایت ہے کہ آپؒ کی والدہ محترمہ حضرت قرسم بی بی ،آپؒ کو روزہ رکھنے کی ترغیب دیتیں اور جب افطار میں کچھ کھانے کو نہ ہوتا تو وہ صبر کی تلقین کرتی تھیں۔ یہی صبر آپؒ کی روحانی ترقی کی بنیاد ہے۔ پھر آپؒ نے سخت ترین مجاہدات کیے ،کئی دنوں کا روزہ رکھتے، دنیوی آسائشوں سے دُور رہتے، تقوی وپرہیزگاری اختیار کرتے اور ہر موقع پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے ۔یہی طرز عمل انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ اسی وجہ سے آپؒ کو "زہدالانبیاء" کا عظیم لقب دیا گیا ،جو آپؒ کے روحانی مقام کی عظمت کو ظاہر کرتا

ہے۔

حضرت باباصاحبؒ کی تعلیمات آج بھی انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں ،آپؒ کی صبر واستقامت کی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ دنیاوی مصائب وآلام اور آزمائشوں پر واویلا کرنے کی بجائے اللہ تعالی کی رضاپر راضی رہناچاہیے اور صبر واستقامت کا مظاہرہ کرناچاہیے جس کے نتیجے میں اللہ تعالی بلند مرتبہ اور اپنا قرب عطافرماتاہے۔

## مصادرومراجع


1. سورہ حم سجدہ41/ 30
2. لویس معلوف،المنجد،مادہ ص ب ر
3. ابن منظور، محمد بن مکرم،افریقی،علامہ،لسان العرب،دار صادر،بیروت 1956ء،مادہ صبر،ص437
4. سورہالبقرہ، 2/ 177
5. سورہ آل عمران، 3 / 200
6. التیمیی،امام احمد بن علی المثنی،مسند ابویعلی،مطبوعہ دار المامون تراث،بیروت، 1404ھ،رقم الحدیث: 442
7. امام راغب اصفہانی، حسین بن محمد بن مفضل بن محمد،امام،مفردات القرآن،ترجمہ وحواشی؛مولانا محمد عبدہ فیروزپوری،اسلامی اکادمی لاہور، 1390ھ،ج2 ،ص4
8. ابن قیم،ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی،امام،عدۃالصابرین وذخیرۃالشاکرین ،دارالاشاعت کراچی ،ص12
9. المناوی، محمد عبدالرؤف بن علی بن زین العابدین،علامہ،التوقیف علی مہمات التعاریف، تحقیق،الدکتور محمد رضوان،دارالفکر المعاصر،بیروت 1410ھ،ص447
10. الرازی ، محمد بن عمر فخر الدین،التفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب،دارالکتب العلمیہ، تہران،ج4 ،ص144
11. ابن حمید،صالح بن محمد،ر،نضرۃالنعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ﷺ،المرکزالاسلامی للبحوث العلمیہ کراچی،1430،ج1 ،ص447
12. سورۃ حم سجدہ، 41 / 6
13. ایضاً: 30
14. ابن الاثیر،عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزري، 630ھ،النہایۃ دارالکتب العلمیہ،بیروت ،ج4 ،ص125
15. نضرة النعيم في مكارم اخلاق الرسول الكريمﷺ ،ج1 ،ص447
16. سورہ آل عمران، 3 / 113
17. ناظم محمد سلطان، قوائد و فوائد من الاربعين النووية، دار الهجرة الثقه،ص 185
18. الجرجانی، علی بن محمد بن علی السید الزین ابی الحسن الحسینی الحنفی. کتاب التعریفات،مکتبہ حقانیہ،ملتان،ص20
19. نضرۃالنعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ﷺ،ج1 ،ص447
20. القرطبی ابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاري،الجامع لاحکام القرآن،داراحیاءالتراث العربی،بیروت ،ج15 ،ص358
21. مفردات القرآن،ج 22 ،ص418
22. پانی پتی محمد ثناءاللہ عثمانی، تفسیر مظہری ، مجلس اشاعت العلوم،حیدرآباد دکن،ج8 ،ص292

ISSN: (2311-6552)
Published:
July 31, 2025

23. ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1414ھ، رقم الحدیث: 3972
24. القرطبیؒ احمد بن عمر ابو العباس، المفہم، دار ابن کثیر بیروت، ج 1، ص222
25. القشیری عبد الکریم بن ھوزان، ابو القاسم، الرسالۃ القشیریۃ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص240، 241
26. کرمانی، سید محمد مبارک علوی، امیر خورد، سیر الاولیاء، ترجمہ اعجاز الحق قدوسی، اردو سائنس بورڈ اپر مال لاہور
27. ایضاً، ص160
28. ایضاً، ص161
29. چشتی، ظفر جبار، ابو حمزہ، حیات گنج شکرؒ، اکبر بک سیلرز، لاہور، ص305
30. مسعود، وحید احمد، سوانح بابا فرید گنج شکرؒ، خزینۃ علم و ادب لاہور، ص38
31. گنج شکر، فرید الدینؒ مسعود، کلام، ترجمہ و تشریح مولانا غلام حسن قادری، پروگریسو بکس لاہور، ص199
32. وحید احمد مسعود، سوانح بابا فرید گنج شکرؒ
33. چشتی، عبد الرحمن، شیخ، مرأۃ الاسرار، (مترجم) بزم اتحاد المسلمین، طارق روڈ لاہور چھاؤنی، ص781
34. گنج شکر، فرید الدین مسعودؒ، کلام، ترجمہ و شرح، مولانا غلام حسن قادری، ص203
35. فرید الدین مسعودؒ، کلام، ص393
36. ایضاً، ص525
37. ایضاً، ص528
38. ایضاً، ص543
39. ایضاً، ص678
40. ایضاً، ص692
41. ایضاً، ص750
42. ایضاً، ص792
43. ایضاً، ص801